معرفت اور استقبال رحمت

<"xml encoding="UTF-8?>

مکان بہت سے ہیں، لیکن کچھ فقط اُس کے ہیں۔
شہر بہت سے ہیں، لیکن کچھ اُسي سے منسوب ہیں۔

وقت کا دامن بہت وسیع ہے، لیکن چوبیس گھنٹوں پر محیط وقت کي اس چادر کے کچھ گوشے، اُس نے اپنے لئے منتخب کر لئے ہیں۔
بالکل اسي طرح سال میں آنے جانے والے موسم بھي بہت سے ہیں، لیکن اُس نے، اُن میں سے ایک کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ صرف اپنے اور اپنے بندوں کے لئے! تاکہ جو ہمیشہ تلاش میں رہتے ہیں، اس خاص موقع، اس خاص رحمت سے فائدہ اُٹھائیں اور اُس کے ساتھ پہلے سے زیادہ نزدیک ہو جائیں!
اگر کوئي اس سفر میں پیچھے رہ گیا ہو تو اُسے ایک موقع اور دیا جائے، اور وہ اپنے آپ کو دوسروں تک پہنچا سکے!
اگر کوئي غفلت کا شکار ہے، اور اپني حقیقت بین نظروں کو کھو چکا ہے تو، بینا ہو جائے، بیدار ہو جائے، اور اپني حقیقي کامیابي اور خوشي کو درک کرلے۔۔۔!
یہ سب اُس کي عظیم رحمت کا تقاضا تھا کہ ایک ایسا موسم اپنے بندوں کے لئے فراہم کرے؛ جس میں وہ اپني رحمت بے کنار کي تجلّیاں دکھائے اور اس کے بندے، اُسي کي مدد سے اپنے شوقِ بندگي کا اظہار کریں۔ (ایّاک نعبد و ایّاک نستعین!)
یہ موسم ہے قادر اور بے نیاز ربّ کي جانب سے اپنے کمزور اور محتاج، لیکن سرگرداں و پریشاں بندوں کو ''مہمان'' بنانے کا !
اس نے اپنے مہمانوں کو اس عظیم دعوت کے لیے خود ہي تیار کیا۔ پہلے سے ایک ایسي فضا طاري کردي جو ایک خاص مسافر کي آمد کي نوید دے رہي تھي۔ ایک معطّر اور رنگین فضا۔ آسمانوں کي خوشبو سے معطر، افلاک کے رنگوں سے مزین۔ اُس نے خود ہي یہ بھي سکھایا کہ زمین پر رہتے ہوئے، وہ دید کیسے حاصل کي جائے جو ان رنگوں کو دیکھ سکے، اُن سے محظوظ ہوسکے۔ کیسے اُس معنوي قدرت تک پہنچا جائے کہ جس سے اِس خوشبو کا احساس ہو۔
راستے میں رجب اور شعبان کے دنوں اور راتوں کے ساتھ دیے جلائے، راہ کو منوّر کیا اور بتایا کہ یہ خاص راستہ کسي خاص منزل تک جا رہا ہے۔ رجب میں ولایت کے پھولوں اور شعبان میں رسالت اور اہلِ رسالتؑ کي کلیوں سے آشنا کیا، اور یوں باغِ ''توحید '' میں داخل ہونے کے لیے تیا ر کیا۔
اس نے خود بندوں کو مانوس کیا تاکہ جب اُس باغ تک پہنچیں تو تمام مصنوعي روشنیوں سے چشم پوشي کرلیں اور فقط اُس باغ میں موجود حقیقي روشني سے استفادہ کریں۔ ہر پھول کي خوشبو کو اپنے وجود کا حصہ بنائیں اور ہر پھل کي مٹھاس سے لطف اندوز ہوں۔ ایسي معنوي کیفیت کو پالیں کہ جب اُس باغ توحید میں،

محبوب كي خاص تجلّي رونما ہو، تو آنكھيں اُس كي روشني سے مانوس اور دِل اُس كي زيارت كے ليے تيار ہوں۔ يعني وہي جو اس نعمتوں بھرے باغ كي بہار ہے، اس دسترخوان كي شان ہے، يعني عاشق كے ليے محبوب كے الفاظ۔۔ ”قرآن كريم“ ۔۔۔!!

ظاہر ہے اگر كوئي اس راستے سے باغِ توحيد ميں داخل ہوا ہو اور اس وسيلے سے بہار رحمتِ خدا كي معرفت حاصل كي ہو، اور ان كا مشتاق ہوا ہو تو يقينا بڑي بے تابي سے اس موسم كا انتظار كرے گا۔ ايک ايک پل گِن گِن كر گذارے گا، اپني تمام توجہات كو ہر طرف سے ہٹا كر صرف اسي بات پر متمركز كرلے گا كہ كہيں ايسا نہ ہو كہ كوئي پل گذر جائے اور وہ غافل ہو۔

اسي لئے وہ بيتاب بھي ہے اور محتاط بھي!

ايک سوا ل اُن سے اور خود اپنے آپ سے كرنا چاہتا ہوں!

ہماري كيا كيفيت ہے؟ كيا ہم مشتاق ہيں؟ كيا ہم انتظار كر رہے ہيں ۔۔ اس موسم كا؟ كيا ہم اُس كے راستے پر چل رہے ہيں؟ كيا ہم نے ولايت كے ديوں سے روشني حاصل كي ہے؟ كيا ہم رسالت كے موتيوں كو چننے كے ليے تيار ہيں؟ اور كيا ہميں باغِ توحيد كي خوشبو اور رونق للچا رہي ہے۔۔۔؟

اگر نہيں تو كيوں؟ كيا ہم محتاج نہيں؟ يا اِس موقع كي تاثير كو نہيں پہچانتے؟ وجہ كيا ہے۔۔۔؟

اور اگر ہاں تو شكر كا مقام ہے، ليكن كيا ہميں ويسي معرفت حاصل ہے جس كے ليے يہ ساري تياري كي گئي ہے؟

ہاں ہم بھي منتظر ہيں اور اس موسم كے استقبال كے ليے جاتے ہيں! ليكن كن سوچوں كے ساتھ۔۔۔؟ ذرا اپنے دِل سے پوچھيں۔

ماہ مبارک رمضان كا نام سنتے ہي كيا خيال ذہن ميں آتا ہے؟ روزوں كي تكليف اور ناقابلِ تحمّل بھوک و پياس كا تصوّر؟ بعض كے لئے اُن كي جيب پر آفت كا تصور؟ مختلف كھانوں اور افطار پارٹيوں كي رنگينيوں كا تصوّر؟ كركٹ كے نائٹ ميچوں كا تصور؟ عيد كي تياريوں كے اخراجات، اور پوري پوري رات بازاروں ميں گھومنے كا تصوّر؟

البتہ ان مادي تصورات كے ساتھ كوئي نہ كوئي روحاني اور آخرتي تصور بھي آتا ہوگا، محافلِ قرآن، دين فہمي كے پروگرام اور سحري كي خاص نشريات كا خيال بھي ذہن ميں آتا ہوگا، ليكن سوال يہ ہے كہ اُن كي ہمارے دل ميں كتني جگہ ہے؟ اور اگر ہے، تو كيا اُن كي مناسب جگہ وہي ہے؟

اس سوال كے جواب اور فرق كو درک كرنے كے لئے ہميں بحرِ معرفت كے ساحل پر جانا ہوگا، اور يہ ديكھنا ہوگا كہ كہاں اُن كي عميق گہرائياں اور كہاں ہماري گھونٹ بھرگدلي شناخت!!

شيخ صدوق ۲ حضرت عليؑ سے روايت كرتے ہيں كہ پيغمبر اسلام ٥ نے شعبان كے مہينہ ميں مسلمانوں كے درميان ايک خطبہ ارشاد فرمايا جس ميں خدا كے اس نمائندہ نے اُس كے بندوں كو آنے والي دعوت سے مطلع كيا۔ اگرچہ رسول اكرم٥ اس زمانے كے مسلمانوں كو خطبہ دے رہے تھے، ليكن يوں فرماتے ہيں:

”ايها النّاس قد اقبل اليكم شهرُ اللّه....“

اے لوگو! اللہ كے مہينہ نے تمہاري طرف رُخ كيا ہے۔۔۔

گويا رسول اللہ ٥ نے تمام بني نوعِ انسان كو مخاطب قرار ديا اور اُنھيں اس آنے والے خاص مہمان كي نويد دي ہے۔ گويا آج بھي اُن كي آواز ہم سے مخاطب ہے۔ پس ماہ رمضان سے پہلے، اس آواز سے بہتر اور كونسے الفاظ ہونگے جن سے ہم اس مہينہ كا استقبال كريں اور جان ليں كہ كون ہے جو ہماري طرف آرہا ہے؟

شہر اللہ الاکبر:

ہر چیز جو پاک اور مقدس ہو، خدا سے تعلق پیدا کرتي ہے۔ مسجد ایک پاک سرزمین اور مقدس مکان ہے اسي لئے "بیت اللہ" ہے؛ قرآن کتاب مقدس ہے اسي لئے "کلام اللہ" ہے۔ امام حسینؑ بھي اللہ کے پاک بندوں میں سے ہیں اس لئے "ثار اللہ" ہیں (السّلام علیک یا ثار اللّٰہ)۔ اسي طرح اس مہینہ کے خاص مقام اور قداست کي دلیل یہ ہے کہ اسے "شہر اللہ" یعني اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے۔

ویسے تو کون و مکان میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے؛ (لہ ما في السمٰوات و ما في الارض۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اسي کا ہے۔ (سورہ بقرہ آیہ ١١٦) لیکن اس مہینہ کا ایک خاص تعلق ہے خداوند لا یزال سے جس کي توضیح اس خطبہ کے آنے والے جملہ دے رہے ہیں۔

اگر قارئین غور کریں تو یہ نہیں فرمایا کہ تم ایک ایسے مہینہ میں داخل ہو رہے بلکہ خود اس مہینہ کي آمد کا ذکر ہے۔ یہ خود علامت ہے اس محبت کي جو خدا کو اپنے بندوں سے ہے، چنانچہ ایک ایسے مہینہ کو اُن کي طرف بھیجا تاکہ وہ اس سے قرب اور اپنے کمال کا راستہ پا سکیں۔

ایک او ر نکتہ یہ کہ: چونکہ یہ مہینہ خدا سے منسوب ہے، اس لئے اس کي تعظیم اور احترام، اللہ کے مقام کي تعظیم ہے، اور اس کي اہانت اور بے حرمتي، اللہ کے با عظمت مقام کا (نعوذ باللہ) مذاق اُڑانا اور بے احترامي کرنا ہے۔

برکت‘ رحمت اورمغفرت: "... بالبرکة و الرحمة و المغفرة..."

(اللہ کے مہینہ نے تمہاري طرف رُخ کیا ہے) برکت، رحمت اور مغفرت کے ساتھ۔

یہ مہینہ خالي ہاتھ نہیں آیا بلکہ مالک کي طرف سے غلام کے لئے خاص تحفے لے کر آیا ہے۔

" برکت کے ساتھ"۔ یعني اچھائیوں، خیر اور نعمتوں کے ساتھ جو باقي رہیں گي اور ترقي کرتي جائیں گي۔ پس انسان کے لئے اچھا موقع ہے کہ وہ اللہ کي ان نعمتوں کو حاصل کرے جو اس کے پاس رہیں گي ۔

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ یہ نعمتیں اور برکتیں، سحر اور افطار کے سفرے کا رنگین اور انواع و اقسام کي غذاوں سے پُر ہونا ہے۔ لیکن یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کا مقصد اور منزل فقط یہ دنیا اور اس کي مادي چیزیں ہیں اور وہ لوگ اللہ اور اس کي عطاوں کي معرفت نہیں رکھتے۔ لیکن، جیسا کہ یہ خطبہ آگے چل کر خود اعلان کرتا ہے، اللہ تعالي کي حقیقي اور ہمیشہ باقي رہنے والي برکتیں کچھ اور ہي ہیں۔

رحمت کے ساتھ:

رحمت یعني اللہ تعالیٰ کي خاص توجہ، بھلائي اور عطائیں۔ "اللہ کي رحمت" درحقیقت وہ "وسائل" ہیں جن کي انسان کو اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے ضرورت ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کي رحمت تمام ذراتِ کون و مکاں کو گھیرے ہوئے ہے، "و رحمتي وسعت کل شيئ" (الاعراف ۔ ١٥٦) اور سال کے باقي گیارہ مہینوں میں بھي، بہانے بہانے سے اللہ کي طرف سے بندوں پر اس کي رحمت نازل ہوتي رہتي ہے، کبھي عمومي طور پر اور سب کے لئے اور کبھي خصوصي طور پر اور صرف اس کے خاص بندوں کے لئے؛ کبھي مادي، تو کبھي روحاني؛ اور کبھي کسي اور

شکل ميں... ليکن دوسرے ايام کي رحمت ايک طرف اور ماہِ مبارک کي رحمت ايک طرف۔ اس مہينہ کا ايک ايک پل، ايک خاص غذا لے کر آتا ہے تاکہ انسان اس دسترخوان سے اپني روح کو پوري طرح سيراب کرلے۔ يہ ايسي غذا ہے جو صرف اسي مہينہ ميں ميسر ہوتي ہے۔ اب اگر کوئي ان ميں سے کسي ايک کو بھي تناول کرلے، تو کيا اُس کا آج اُس کے گذرے ہوئے کل کي طرح ہوگا؟ جس طرح ايک مقوي اور صاف غذا کھانے کے بعد، ايک خاص قسم کي توانائي ملتي ہے، چہرے اور جسم پر اس کے خاص اثرات مر تب ہوتے ہيں، اسي طرح روزہ دار کي روح پر بھي ان روحاني غذاوں کے اثرات مترتب ہونے چاہئيں۔ قرآن کا نزول، اچھے اعمال کے اثرات ميں اضافہ، معصومينؑ کي طرف سے دعاوں کے ايک عظيم اور قيمتي خزانہ کا تعارف، ... يہ سب اور بہت سي دوسري مثاليں رحمت کي نشانياں ہيں۔

مغفرت کے ساتھ:

اللہ کا يہ مہينہ انسانوں کو موقعہ فراہم کرتا ہے کہ اگر چاہيں تو نہايت آسان وسيلوں کي مدد سے اپنے ربّ کي طرف پلٹ آئيں۔

-- اگر گناہ کئے ہيں اور اس کي طرف رُخ کرنے سے کترا رہے ہيں،

-- اگر شرم و حيا کي وجہ سے اس کے گھر کي طرف قدم اُٹھ نہيں پارہے، کہ وہاں اس کے اچھے اور ديندار بندے ہميں ديکھ کريہ نہ سوچيں کہ: ”يہ يہاں کہاں؟!!“

-- اگر سال کے دوسرے دنوں ميں، کسي بھي وجہ سے ہچکچاہٹ تھي بھي، تو جان ليں کہ ماہِ مبارک رمضان

محروموں کا مہينہ ہے۔

دور ہو جانے والے بندوں کا خالق سے قريب ہونے کا مہينہ ہے۔

اُس کا دروازہ تو ہميشہ ہي کھلا تھا، ليکن يہ مہينہ بندوں کي خاموش اور شرمندہ زبانوں کے قفل توڑ دينے کا مہينہ ہے۔

کسي کو يہ حق نہيں کہ اس ماہ ميں کسي کي طرف ديکھ کر تعجب کرے۔ کيوں کہ يہ دعوت عمومي ہے۔ سب ہي کو بلايا گيا ہے۔ اور اُن کے ربّ کي دعوت پر، عزت و احترام کے ساتھ لائے گئے ہيں تاکہ وقار سے آئيں اور چپکے سے اپنے آقا کي مغفرت و رضا لے جائيں۔ اس ماہ ميمغفرت کے بہانے اس قدر زيادہ ہيں کہ اسي خطبہ ميں پيغمبر اکرم ہ فرماتے ہيں:

”شقي ہے وہ شخص جو اس مہينہ ميں خدا کي مغفرت سے محروم ہو۔“

اللہ تعاليٰ کے ہاں مقام:

اگلے جملات ميں رسول اکرم ہ فرماتے ہيں:

”يہ ايک ايسا مہينہ ہے جو اللہ تعاليٰ کے نزديک تمام مہينوں سے افضل ہے۔ اس کے دن بہترين دن، اور راتيں بہترين راتيں ہيں، اور اس کے اوقات (لمحات اور گھنٹے) بہترين اوقات ہيں۔“

یہ جملہ بھي دوسرے جملوں کي طرح حقائق سے پردہ اُٹھا رہا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس مہینہ کا کیا مقام ہے، اس کے دنوں اور راتوں کي کیا اہمیت ہے، تاکہ اس کے بندے بھي ان کو اسي نظر سے دیکھیں۔ یعني اگر کوئي مہینہ ہماري نظر میں سال کا بہترین مہینہ ہے تو وہ ماہ رمضان ہونا چاہیے۔ اگر ہم سے سال کے بہترین دنوں اور راتوں کا سوال کیا جائے تو ہم فوراً اسي مہینہ کا نام لیں، نہ کہ دوسرے دنوں اور راتوں کا۔ یہ حقیقي مسلمان اور مومن کي پہچان ہے، کہ آیا اس کي پسند اور ناپسند بھي خدا اور اس کے چاہنے والوں کي پسند اور نا پسند کے مطابق ہے یا نہیں؟

بندوں کا مقام:

”...ایسا مہینہ ہے کہ جس میں تمہیں اللہ کي دعوت کي طرف بُلایا گیا۔ اور اس میں تم کو اللہ کے اہل کرامت (بندوں) میں سے قرار دیا گیا۔ اس (مہینہ) میں تمہاري سانسیں تسبیح اور تمہارا سونا عبادت ہے۔ تمہارا عمل مقبول اور دعا مستجاب ہے۔ پس اللہ، اپنے ربّ سے مانگو، سچي نیتوں اور پاک دلوں کے ساتھ کہ وہ تمہیں اس مہینہ کے روزے رکھنے اور اپني کتاب کي تلاوت کرنے کي توفیق دے۔ یقینا شقي ہے وہ شخص جو اس عظیم مہینہ میں اللہ کي مغفرت سے محروم رہے۔“
اس مہینہ کي عظمت کو بیان کرنے کے بعد پیغمبر اکرمﷺ اللہ کے ان بندوں کا مقام بتا رہے ہیں جن کو یہ مہینہ نصیب ہوا اور اس کي برکت سے وہ عزت و احترام کا محور بن گئے ہیں۔ دعوت کے حوالے سے یہاں چند نکات قابل غور ہیں:

۱۔ میزبان اپنے مہمان کي عزت کرتا ہے۔ یہ ایک فطري تقاضا ہے اور اس کي اہمیت کو سمجھانے کے لئے کسي خاص دین یا ثقافت کي بھي ضرورت نہیں۔ خاص طور پر ایسے مہمان کا احترام لازمي ہے جسے خود دعوت دے کر بُلایا گیا ہو۔ ایسے مہمان کو کبھي بھي نفرت کي نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا یا اسے قبول کرنے سے انکار نہیں کیا جاتا۔

۲۔ مہمان کي تمام ضروریات کو پورا کرنا، میزبان کي ذمہ داري ہوتي ہے۔ یہاں تک کہ ایک اچھا میزبان، مہمان کے اظہار کرنے سے پہلے ہي، اُس کي ضرورت کي چیزیں فراہم رکھتا ہے۔ اب یہ مہمان کا کام ہے کہ وہ ان وسائل سے استفادہ کرے یا نہ کرے۔

۳۔ ’مہمان‘ کي خاطر تواضع ’میزبان‘ کے معیار کے مطابق ہوتي ہے۔ مہمان کتنا ہي غریب اور مسکین ہو، میزبان اپني شان کے مطابق دسترخوان سجاتا ہے۔ مہمان کي طرف سے فقط ایک توجہ درکار ہے کہ وہ ان نعمتوں کي طرف دیکھے اور اُن سے حتي المقدور استفادہ کرے۔
٤۔ جو میزبان فقط مہمان کے آجانے سے خوش ہوتا ہو، یا گھر میں سونے پر بھي اس کي عزت کرتا ہو، وہ درحقیقت یہ اعلان کرتا ہے کہ اسے اپنے مہمان سے بے انتہا محبت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس بات کا بھي انتظار نہیں کرتا کہ مہمان اس سے کچھ چاہے اور وہ عطا کرے بلکہ بغیر مانگے ہي عنایت کر دیتا ہے۔

۵۔ دعوت سے بہترين استفادے کے لئے پوري توجہ ہونا ضروري ہے۔ لہذا توجہات کو دوسري جانب سے ہٹانا اور ميزبان کي رہنمائي کے مطابق عمل کرنا لازمي ہے۔ اس دعوت ميچونکہ حق تعاليٰ انسان کو اس کے بھولے ہوئے مقام کي طرف توجہ دلانا چاہتا ہے اسي لئے اسے حکم ديا کہ کچھ دير کے لئے اپنے آپ کو ظاہري نعمتوں سے دور رکھے اور اُن کي طرف توجہ بھي نہ کرے تاکہ اس کے دل کي آنکھيں کھل جائيں اور وہ حقيقي نعمتوں کو ديکھ سکے۔ شايد اسي لئے فرمايا کہ اس مہينہ ميں روزہ رکھنے کي توفيق طلب کي جائے۔

٦۔ اگر ميزبان سفرے پر موجود کسي نعمت کا بذاتِ خود تعارف کرائے اور اس پر فخر کرے، تو يقينا وہ چيز دسترخوان کي شان ہوگي۔ مہمان کو چاہيے کہ اُس سے محروم نہ رہے۔ قرآن کريم اس مہينہ کي نعمتوں کا نقطہ عروج ہے۔ اس کي تلاوت کي توفيق حقيقتاً طلب کرنے کے لائق ہے۔

٧۔ اس تمام جود و سخا کے باوجود اگر کوئي اس دعوت سے خالي ہاتھ لوٹ آئے تو اُسے کيا کہيے گا؟ آيا ”شقاوت“ کے علاوہ بھي کوئي اور لفظ ہے؟ (العياذ باللہ)

٨۔ اتنے کريم اورشفيق ميزبان کي ان عطاوں کو حاصل کرکے کيا مہمان شکر کا دروازہ کھولنا نہيں چاہے گا؟ کيا اس کي محبتوں کا جواب بے رُخي سے دے گا؟ کيا بے زاري کے ساتھ يہ کہنا کہ ”روزوں کا يہ سلسلہ نجانے کب ختم ہوگا۔۔“ خود اپني ہي جہالت اور غفلت کا ثبوت نہيں ہے؟
ہر صاحبِ عقل مہمان ميزبان کي تمام عطاوں سے لطف اندوز ہونے کي پوري کوشش کرے گا۔ وہ چاہے گا کہ يہ نعمتيں ہميشہ اس کے ساتھ رہيں، بلکہ اُس کے وجود کا حصہ بن جائيں۔ ميزبان کي باتوں کو، جو وہ اُس سے کرنا چاہتا ہے، غور سے سنے گا۔ اُس کے کلام کو پڑھے گا۔ ان نعمتوں کو پاکر، اپنا دل و جان ميزبان کے سامنے تسليم کردے گا۔ بلکہ ميزبان سے، خود اُسي کو مانگ لے گا۔ البتہ ان سب کا دارومدار بندہ کي معرفت اور شناخت پر ہے۔

روز ہ دار کي ذمہ دارياں:

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اُن وظائف اور ذمہ داريوں کا ذکر کيا ہے جو روزہ دار کي ہيں، تاکہ وہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھا سکے۔ ہم يہاں چند ایک کو ذکر کرتے ہيں:
”اس ميں اپني بھوک اور پياس سے، روز قيامت کي بھوک اور پياس کو ياد کرو۔“
جب ایک انسان اپني آخرت کو، روزِ قيامت کو اور اس دن کي ضروريات کو ياد کرے گا تو يقينا اس دن کي آساني کے لئے کوشش بھي کرے گا۔ بعد والے نکات، اسے اس ہدف ميں مدد ديں گے۔
”فقرائ و مساکين کو صدقہ دو۔
اپنے بڑوں کا احترام کرو، اور چھوٹوں پر رحم کرو۔
صلہ رحم انجام دو۔
اپني زبانوں کي حفاظت کرو۔
جس چيز کا ديکھنا خدا نے حلال نہيں کيا، اس سے اپني آنکھوں کو بند کرلو۔

جس چيز کا سننا حلال نہيں کيا اُس سے اپنے کانوں کو بند کرلو۔
لوگوں کے يتيموں سے شفقت کرو تاکہ تمہارے يتيموں سے شفقت کي جائے۔“

طلب توبہ، استغفار اور دعا:

”۔۔ اپنے ہاتھوں کو، نماز کے اوقات ميں اللہ کي طرف اُٹھاو۔ کيونکہ وہ بہترين اوقات ہيں کہ جن ميں خداوند عز و جلّ، اپنے بندوں پر رحمت کي نظر کرتا ہے اور جب وہ اُس سے مناجات کرتے ہيں تو وہ جواب ديتا ہے، اور اُن کي پکار پر لبيک کہتا ہے، اور اُن کي دُعا کو قبول کرتا ہے۔۔“
اس مہينہ ميں ايک بہت ہي دلچسپ بات يہ ہے کہ اس ميں بندہ اور خالق دونوں کي طرف سے ايک دوسرے کے لئے پيغام رساني ہوئي ہے۔ ربّ نے اپنے محبوب نبي ه کے ذريعہ اپنے بندوں کو پيغام بھيجا نيز ہر سال شبِ قدر ميں سال بھر کے امور اپنے ولي (عج) پر نازل فرماتا ہے اور دوسري طرف سے بندوں سے بھي کہا کہ اپنے دل کي باتيں، اپني خواہشات اور اپني آنکھوں ميں اشک لے کر مجھ سے بات کرنے چلے آو۔ خاص طور پر اہل بيتؑ کے در سے، اس ماہ کي دعاوں کا جو موجيں مارتا سمندر مسلمانوں کو عطا ہوا ہے، وہ کسي خزانہ سے کم نہيں۔
پس خالق سے مخلوق کي طرف اور مخلوق سے خالق کي طرف يہ دوطرفہ گفتگو رواں دواں ہے، اور رسالت اور خاندانِ رسالتؑ اس ميں واسطہ اور وسيلہ ہيں ۔

اعمال کا نتيجہ چند گُنا ہوجاتا ہے:

اس خطبہ ميں ارشاد کردہ رسول اکرم ه کے بہت سے جملوں سے يہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال، جو وہ اس مہينہ ميں انجام ديتا ہے، آخرت ميں اسے چند گُنا ہوکر مليں گے۔

۱۔طولاني سجدہ:

”اے لوگو! ۔۔ تمہاري پيٹھ پر تمہارے گناہوں کا بھاري بوجھ ہے۔ پس اپنے سجدوں کو طولاني کر کے اسے ہلکا کرو۔ “

۲۔نمازي اور سجدہ گذار:

”۔۔جان لو کہ خداوند عز و جلّ نے اپني عزت کي قسم کھائي ہے کہ وہ نمازيوں اور سجدہ کرنے والوں کو عذاب نہيں کرے گا اور اُن کو اُس دن جب لوگ تمام عالمين کے ربّ کے حضور حاضر ہوں گے، آگ سے نہيں ڈرائے گا“۔
يہ ہے اس مہينہ ميں طولاني سجدوں اور نماز کي جزا۔

۳۔روزہ دار کو افطار کرانا:

”اے لوگو! تم میں سے جس نے بھي اس مہینہ میں ایک مومن روزہ دار کو افطار کرایا، اس کے بدلہ اللہ کے ہاں اس کے لئے غلام آزاد کرنے کے (ثواب کے) برابر ہے اور گزشتہ گناہوں کي مغفرت ہے۔“
یہ ایک مومن رو زہ دار کي افطار کا ثواب ہے اگرچہ کھجور یا ایک گلاس پاني ہي سے افطار کیوں نہ کرایا ہو۔ لیکن ظاہر ہے یہاں بھي نیت دوسرے تمام اعمال کي طرح خالص ہوني چاہیے۔ یعني عمل صرف خدا کے لئے ہو؛ دُنیا کو دکھانے، اپنے اسٹیٹس کو برقرار رکھنے یا خدا نخواستہ کسي کو نیچا دکھانے کے لیے نہ ہو۔
یہاں وہ افطار پارٹیاں یقینا مُراد نہیں ہیں جن کي کھجوریں اور نمک تک بیت المال اور عوام کے حق کو غصب کر کے مہیّا کیا جاتا ہے اور اُن محلوں میں سجائي جاتي ہیں جن کي بنیادوں میں مظلوموں اور غریبوں کا خون ہوتا ہے۔

٤۔ اچھا اخلاق:

”اے لوگو! جس نے اس مہینہ میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کیا، یہ اُس کے لئے (پُلِ) صراط کا پروانہ ہوگا، اُس دن جب قدم لڑکھڑا رہے ہوں گے۔“
بھوک اور پیاس برداشت کرنے کي تیاري کے ساتھ ساتھ اس ماہ کي تیاریوں میں ایک اہم عادت اخلاق کا ٹھیک کرنا ہے۔ معاشرہ میں یہي دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاو کرنا روزہ دار کے لئے ایک کٹھن امتحان بن جاتا ہے۔ اچھي بات کا اچھا جواب دینا تو کوئي کمال نہیں، مشکل وہاں آتي ہے جب زیادتي کے جواب میں زیادتي سے ہاتھ روکنا پڑتا ہے۔لیکن اگر ہمارا پہلے سے یہ عزم ہو اور اس جزا کو سامنے رکھیں کہ جو اس کنٹرول کے مقابلہ میں ملے گي تو شاید یہ چیزآسان ہوجائے

۵۔ماتحتوں پر مہرباني:

”تم میں سے جو کوئي بھي اپنے غلاموں سے کم کام لے گا، خدااُس کے اوپر حساب کو آسان کردے گا۔ اور جس نے اپنے شر کو (دوسروں سے) روکے رکھا، خدا اپنے غضب کو اُس سے روک دے گا۔“
ہوسکتا ہے کسي کے ذہن میں خیال آئے کہ آج کل تو غلام و کنیز نہیں ہوتے پھر کیسے اس نصیحت پر عمل کرکے اس کي جزا تک پہنچا جائے؟ یہ صحیح ہے کہ آج غلام و کنیز نہیں ہوتے، لیکن غور کرنے کي ضرورت ہے کہ جولوگ انسان کے اختیار میں ہیں، اور اُسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ جتنا چاہے اُن سے کام لے، اگر وہ ایسے لوگوں سے اس مہینہ میں کم کام لیتا ہے تو خدا اُس کے لئے عظیم جزا قرار دے گا۔ جو لوگ اپنے چند گھنٹے اُسے دیتے ہیں، اُس کے پاس کام یا جاب کرتے ہیں، اُن کو اوور ٹائم پر مجبور نہ کرنا اور جاب کے وقت بھي اُن سے زیادہ بھاري کام نہ لینا شاید اس سے بھي زیادہ جزا رکھتا ہو۔ اب ہم اُن کي بات کیا کریں جو اپني مرضي سے اور انسان کي مدد کے لئے اس کے گھر وغیرہ میں، مفت میں اس کي خدمت کرتے ہیں؛ مثلاً انسان کے بیوي بچے۔ لیکن اکثر اوقات اُن کي مرضي پوچھے بغیر ہي سارے مہینہ کي سحري اور افطار کا مینو، اُن کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے، اور توقع یہ ہوتي ہے کسي چیز میں کوئي کمي نہ ہو اور ہر چیز ٹائم پر ملني چاہیے۔ آیا رسول اللہ ہ کے

بتائے ہوئے روزہ دار کا یہي طریقہ ہونا چاہیے؟ یہ الگ بات ہے کہ گھر والے خود، ایک مومن کي افطار کے ثواب کے لیے، اللہ کي خوشنودي کے لیے یہ کام خوشي سے انجام دیں، تاکہ خود بھي سرخرو ہوں اور اپنے مرحومین یا والدین کو بھي سرخرو کریں۔

٦۔نماز :

”۔۔۔ اور جو شخص اس میں مستحب نماز ادا کرے، خدا اس کے لئے آتش (جہنم) سے آزادي کا برآت نامہ لکھ دے گا۔ اور جس نے اس ماہ میں واجب کو انجام دیا اس کے لئے، دوسرے مہینوں میں ادا کي جانے والي، ستّر واجبات کا ثواب ہوگا۔“

۷۔صلوات:

”۔۔۔ اور جس نے اس ماہ میں مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا، خدا اس دن جس دن میزان ہلکے ہوں گے، اُس کے میزان کو بھاري کردے گا۔“

اللہ تعالي کي رحمتوں اور نعمتوں تک اللہ کے بنائے ہوئے واسطوں کے بغیر پہنچنے کي کوشش کرنا، ایک سعيِ لاحاصل ہے۔ جب تمام اعمال؛ یعني نماز، روزہ، حج وغیرہ کا حساب ہوچکے اورمومن کا میزان پھر بھي ہلکا رہے، تب انہي وسیلوں اور واسطوں کي ضرورت پڑے گي۔ یہ نکتہ بھي واضح ہے، اور مختلف دلائل بھي اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ٥ پر صلوات اُن کي آل پر درود بھیجے بغیر کامل نہیں ہوتي۔

۸۔تلاوت قرآن:

”اور جس نے اس ماہ میں قرآن کي ایک آیت کي تلاوت کي، اُس کے لئے باقي مہینوں میں ایک ختمِ قرآن کے برابر ثواب ہے۔“

قرآن کریم اور رمضان المبارک، ایک ایسا مربوط موضوع ہے جسے اُجاگر کرنے کے لیے کئي مقالات اور کتابیں درکار ہیں۔ یہ مختصر جملہ اسي کو بیان کر رہا ہے، اور بتا رہا ہے کہ یہ مہینہ قرآن کي بہار ہے، اور اس کي تلاوت اور اس میں غور و فکر، ماہ مبارک کے پروگرام کا ایک ضروري حصہ ہونا چاہیے۔

تمام مقدمات فراہم ہیں۔”ہے کوئي مرد؟!!“:

”اے لوگو! جنت کے دروازہ کھلے ہیں، پس اپنے ربّ سے دُعا کرو کہ تمہارے لئے بند نہ ہو جائیں۔ اور جہنم کے دروازے بند ہیں، پس اپنے ربّ سے درخواست کرو کہ تمہارے اوپر کھول نہ دیئے جائیں۔ اور شیاطین زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ، پس اپنے ربّ سے چاہو کہ اُن کو تم پر مسلّط نہ کرے۔۔“

خطبہ کے اس حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ کي سعادت اور کامیابي کے تمام راستے اس مہینہ میں کھلے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ جنت کي طرف جانے والي راہ صاف ہے بلکہ جہنم کے راستے کو بھي بند کردیا گیا ہے۔ اور تو اور، انسان کے بیروني دشمن کو بھي قید میں ڈال دیا گیا ہے کہ اس مہینہ میں انسان کو تنگ نہ کرسکے۔ پس انسان کے پاس صرف اُس کا اندروني دشمن ہے یعني اُس کا نفس۔ اگر کوئي خود چاہے اور اپنے نفس کو لگام دے کر رکھ سکے، تو اپنے لیے اس ماہ میں سعادت اور جنت کو خرید سکتا ہے اور جہنم کي آگ کو خود پر حرام کرسکتا ہے۔ اس مقدمہ کے ساتھ، اس کے بعد آنے والا سوال، جو ایک وصي کا اپنے آقا سے، ایک جانشین کا اپنے

مولا سے ہے، انتہائي مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس ماہ کا بہترین عمل:

یہاں حضرت امیر المومنینؑ رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے ہیں: ”یارسول اللہ! اس ماہ میں بہترین عمل کیا ہے؟“
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو الحسن! اس مہینہ میں سب سے بہترین عمل، حرامِ خدا سے پرہیز ہے۔۔“
اللہ کے نبیﷺ سے یہ سُن کر کہ اس ماہ میں تمام وسائل تیار اور ساري راہیں کھلي ہوئي ہیں، یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ کونسا عمل کریں جو اس مہینہ میں سب سے افضل ہو؟
روزہ ہے ہي دوري اور پرہیز کا نام۔ صرف مادي چیزوں سے پرہیز نہیں، بلکہ آنکھوں کا پرہیز، کانوں کا، ہاتھوں کا، زبان کا، نیت کا، دل کا ۔۔ غرض پورے وجود کا حرامِ خدا سے پرہیز کرنا اور صرف بندگي کي ذمہ داریوں کي ادائیگي کا نام روزہ ہے۔ شاید اسي لیے حرام سے پرہیز کو اس مہینہ کا بہترین عمل کہا گیا ہے۔
یہ سوال اور یہ جواب، یہ سوال کرنے والا اور جواب دینے والا، اور اس کے بعد رونما ہونے والا واقعہ اور گفتگو، یہ سب اپنے اندر حقائق کا ایک سمندر، اور ایک عظیم دُنیا سموئے ہوئے ہے، جو مصنف کے احاطہ علمي سے باہر اور اِس تحریر کے دامن سے دور ہے اور موضوع کي حدود میں بھي گنجائش نہیں۔
قارئین نے یقینا توجہ کي ہوگي کہ اس مہینہ میں گناہوں اور حرام سے پرہیز کي اتني تاکید اور اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عليؑ جیسے سوال کرنے والے کے جواب میں بھي اسي کو بہترین عمل قرار دیا۔ اور جواب پانے والے کے بھي مقام کو سمجھنے کي ضرورت ہے کہ کس طرح اپنے رہبر ﷺ کي نصیحت کو اپنے دل میں اُتارا اور نہ صرف اس مہینہ میں بلکہ اپني تمام عُمر میں اسے ہاتھ سے نہ جانے دیا، اور آخر تک اپنے آپ کو اپنے ربّ کي ناراضگي سے بچایا۔ یہاں تک کہ اسي ماہ کي شب قدر کے بعد فرمایا:
”فُزتُ و ربّ الکعبة“
خدائے متعال اپني محبوب ہستیوں کے صدقے میں ہم سب کو اس بہترین موقعے کے لئے تیار کرے اور خود ہي ہماري سعادت کے راستوں کو ہمارے لئے استوار فرمائے۔ آمین!